ملوث رہے ہیں۔ آرچ بشپ نے "وشوا ہندو پریشد" کو چیلنج کیا کہ وہ کسی ایسے واقعہ کی نشان دہی کرے۔ "وشوا ہندو پریشد" نے مسلمانوں کے خلاف رام کے نام پر جنگ شروع کی جو بابری مسجد کے انہدام پر منتج ہوئی۔ آرچ بشپ کے الفاظ میں حالیہ برسوں میں ہندوستان میں متعدد پادریوں اور عام مسیحیوں پر حملے ہوئے اور ان حملوں کے نتیجے میں بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔ آرچ بشپ نے واضح کیا کہ ۱۹۹۰ء میں اتر پردیش میں راہبات کی عصمت دری کی گئی۔ مدھیہ پردیش میں پادری اور راہبات متعدد حملوں کا نشانہ بنیں۔ مہاراشٹرا میں ایک چرچ کی بے حرمتی کی گئی اور فادر لوئیس مُولاویٹل کو بہیمانہ طور پر قتل کیا گیا۔ اِس طرح اتر پردیش سے فادر رے بیلو پُراسرار طور پر غائب ہوئے۔ ("دی نیشن"، ۸ مئی ۱۹۹۶ء)

مراسلت

محمد اکرم قریشی

احیائے دین لائبریری - سیالکوٹ

["عالمِ اسلام اور عیسائیت" کے ایک قاری جناب محمد اکرم قریشی نے مجوّزہ انتخابی اصلاحات اور اِن پر مسیحی ردِعمل پر حسبِ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اختلاف رائے کا حق تسلیم کرتے ہوئے اُن کا مراسلہ ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔ مدیر]

وفاقی کابینہ کی حالیہ مجوّزہ انتخابی اصلاحات کے انتظامی اور نظریاتی پہلوؤں پر وطنِ عزیز کے مختلف حلقوں کا موافق اور مخالف ردِعمل تفصیل سے پریس میں آچکا ہے جس میں ہر ایک فریق نے اپنے اپنے موقف کے حق میں دلائل بھی دیے ہیں۔ ہم اُن سب دلائل کو حکومت اور انتخابی کمشن کے سپرد کرتے ہوئے صرف عقل و انصاف کے تقاضے کے تحت اصلاحات کے بعض پہلوؤں پر اپنی گزارشات پیش کرتے ہوئے مجوّزین اور اقلیتوں کے رہنماؤں کو ان پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں اور ہٹ دھرمی، تعصب اور مفاد پرستی چھوڑ کر حق پرستی، باہمی صلح و آشتی اور اجتماعی ملکی مفاد کا معقول روّیہ اختیار کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ ہماری گزارشات یہ ہیں۔

۱۔ سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں اقلیّتوں کی نمائندگی

ماہنامہ مُکاشفہ، فیصل آباد اپنے مارچ ۱۹۹۶ء کے شمارہ میں رقم طراز ہے۔ "سینیٹ میں اقلیتی افراد کی رسائی ناممکن ہے جو پاکستانی اقلیّتوں کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔" یہی ماہنامہ مجوّزہ اصلاحات میں مخلوط انتخابات میں عام نشستوں پر اقلیتی نمائندوں کی امیدواری کے بارے میں وضاحت کی کمی کی یوں شکایت کرتا ہے "لیکن اس فیصلہ سے یہ بات واضح نہیں کہ اقلیّتی افراد عام نشست پر جنرل انتخابات میں صوبائی اور قومی اسمبلی کے لیے امیدوار کی حیثیت سے حصّہ لے سکیں گے یا نہیں۔" ماہنامہ مذکور نے اس طرح سینیٹ میں اقلیّتوں کی نمائندگی کے ساتھ ساتھ عام نشستوں پر اقلیّتی افراد کی امیدواری کے حق کا مطالبہ کیا ہے۔ مخلوط انتخابات کی صورت میں اقلیّتوں کا یہ مطالبہ ہم بطور ایک عام شہری درست اور جائز سمجھتے ہوئے اس کی تائید کرتے ہیں۔

۲۔ اقلیّتوں کو دُوہرے ووٹ کا حق؟

مجوّزہ اصلاحات میں اقلیّتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دیا گیا ہے۔ یہ تجویز حق و انصاف، موجودہ آئین اور اصولِ جمہوریت کے سراسر منافی ہے، کیونکہ ہر جمہوری ملک میں ہر شہری کو ایک آدمی (One man)، ایک ووٹ (One vote) کا حق حاصل ہے۔ تو جب اقلیتی افراد جمہوری ملک کے شہری ہیں اور قومی دھارے میں شمولیت کا مطالبہ بھی رکھتے ہیں تو پھر اُنہیں دوہرے ووٹ کا حق کس اصولِ انصاف اور کس اُصولِ جمہوریت کے تحت تجویز کیا گیا ہے۔ وہ بھی عام رائے دہندگان کی طرح اپنے ووٹ کا حق استعمال کریں اور عام نشستوں پر اپنے نمائندے بھی کھڑے کریں، جیسا کہ سطور بالا میں مخلوط انتخابات کی صورت میں ہم اُن کے اس حقِ امیدواری کی تائید کر چکے ہیں۔ وہ عام امیدواروں کی طرح اپنی زور آزمائی اور قسمت آزمائی کریں۔ ہم انتخابی اصلاحات کے مجوّزین سے پوچھتے ہیں کہ وہ اقلیّتوں کو دوہرے ووٹ کا حق کس اصولِ جمہوریت اور عقل و انصاف کی بناء پر تجویز کرتے ہیں۔ مخلوط انتخابات کی صورت میں اُنہیں حق رائے دہی اور حق امیدواری دونوں حاصل ہو جاتے ہیں۔ اگر اقلیّتی رہنما ایسا حق رائے دہی اور حق امیدواری اپنے مذہب کی بنیاد پر مانگتے ہیں تو یہ تو اُنہیں یونین کونسلوں سے لے کر قومی اسمبلی اور پہلے ہی جداگانہ انتخابات کے تحت حاصل ہیں اور سینیٹ میں اُن کی نمائندگی کے مطالبہ کی ہم پہلے تائید ہی کر چکے ہیں۔ اُنہیں تمام شہری اور سیاسی حقوق اور سہولتیں پہلے ہی حاصل ہیں تو پھر دوہرے ووٹ کا حق چہ معنی دارد؟ کیا اقلیتیں مراعات یافتہ ہیں اُن کو تو دوہرے ووٹ کا حق دیا جائے اور ملک کے ۹۸ فیصد عام شہری صرف ایک ووٹ کا حق استعمال کریں، جبکہ جمہوریت میں کثرت کی اتھارٹی (Majority is Authority) مسلمہ اُصول ہے، مگر یہاں اقلیّتوں کو دوہرے

ووٹ کا حق دے کر اکثریت پر فوقیت (Superiority) دی جارہی ہے جو سراسر زیادتی، نا انصافی اور اکثریت کی توہین ہے جسے کسی بھی اُصول کے تحت قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق اگر مؤثر سیکولر ملکوں کو خوش کرنے کے لیے دیا جارہا ہے تو یہ ذہنی غلامی کی علامت ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی مغلوبیّت کا بھی نشان ہے جو ایک آزاد، خود مختار اسلامی ریاست کے شایانِ شان نہیں۔ معروضات بالا کی روشنی میں ہمارا موقف یہ ہے کہ اقلیّتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دیا جانا سراسر زیادتی ہے جسے عقل و انصاف اور اُصول و اخلاق کے تحت ہرگز جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا اسے واپس لیا جائے اور اقلیّتوں کے نمائندوں اور تنظیموں کو پہلے سے حاصل سیاسی حقوق و مراعات پر مطمئن رہ کر ملک کے پُرامن اور خوشگوار ماحول کو قائم رکھنا چاہیے۔